مسلم خواتین کی اعلیٰ تعلیم میں امکانات کا مطالعہ

Keywords - Muslim, Women, Higher Education, Religion, Reform.

ڈاکٹر پوجا سنگھ
اسسٹنٹ پروفیسر، کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، نوح، مانو۔
ڈاکٹر ورندر کمار چندوریا
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، الہ آباد یونیورسٹی۔
ڈاکٹر ندیم احمد
اسسٹنٹ پروفیسر، کروڑی مل کالج، شعبہ اردو، دلّی یونیورسٹی۔

ABSTRACT The status of Muslim women in higher education presents a complex landscape influenced by various social, cultural, economic, and religious dimensions. In a country as diverse as India, the perceptions and experiences of Muslim women regarding higher education can vary significantly among different communities. Despite notable efforts to enhance educational opportunities for Muslim women, substantial challenges persist. These include socio-cultural barriers, economic constraints, and a lack of awareness about the importance of education within families and communities. To foster a more conducive environment for Muslim

women in higher education, it is essential to promote societal awareness, engage families in meaningful conversations about educational benefits, and enhance the effectiveness of government policies and programs. By addressing these critical areas, we can pave the way for improved access and success in higher education for Muslim women. This study aims to investigate the specific challenges and pathways that Muslim women encounter in their educational journeys, drawing on their lived experiences.

....

تعارف

اس تحقیق کا بنیادی مقصد اس بات کا پتہ لگانا ہے کہ حالات حاضرہ میں مسلم طبقے کی خواتین کا اعلی تعلیم تک کس حد تک رسائی ہے تا کہ ان کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے لیے خصوصاً ان کے مسائل اور پالیسیوں اور پروگراموں پر فوری عمل درآمد کے لیے تجاویز پیش کی جا سکے۔ ان میں مسلم معاشرے کی خواتین کے درمیان ماضی کے شدید اختلافات ، سماجی اور اقتصادی تبدیلی کے ذریعے کافی حد تک حل ہو چکے ہیں اور انہیں ایک بہتر کامن گراؤنڈ فراہم کیا جا چکا ہے۔ اگرچہ اب بھی بڑی حد تک جسمانی اور ثقافتی اختلاف باقی ہیں ، پھر بھی مناسب احساسات برقرار رکھنے کے لیے ان کی تعلیمی حالت پر دھیان رکھنے کی ضرورت ہے۔ عام ہندوستانی ہونے کے ناطے ہم سب جانتے ہیں کہ " مذہب" ایک اہم شی ہے۔ مسلم سماج کئی صدیوں سے ہندوستان کی تاریخ اور ثقافت کا حصہ ہے۔ لہذا اکیسویں صدی میں رہنے والے عام ہندوستانی کی طرح ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ "مذہب" صرف ہمارے ماضی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ حال سے بھی اس کا رشتہ اٹوٹ ہے۔ یہ دو مذہب، ایک جو ہندوستان کے ماضی کا حصہ ہے اور دوسرا جو زمانہ حال میں موجود ہے دونوں ہی کس حد تک یکساں ہے؟ اس خیال کو بھی

اس تحقیق میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

مطالعہ کی ضرورت

تعلیم یافتہ ہونے کے لیے خواندہ ہونا ضروری ہے اور خواندگی طاقتور بننے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔آبادی جتنی زیادہ پڑھی لکھی ہوگی ، کسب معاش سے متعلق اتنی ہی زیادہ حساس ہوگی اور اتنے ہی زیادہ لوگ علم پر مبنی معیشت میں حصہ لے سکیں گے۔ مزید برآں خواندگی سے حفظان صحت کے بارے میں بھی بیداری آتی ہے اور ثقافتی ومعاشی فلاحی سرگرمیوں میں بھی افراد کی شراکت بڑھتی ہے۔آزادی کے بعد شرح خواندگی میں نمایاں اضافہ ہوا ہے اور ملک ہندوستان کی تقریباً دوتہائی آبادی کا خواندہ میں شمار کیا جانے لگا ہے۔ جبکہ مرد کے مقابلے عورتوں کی تعلیم کی شرح تیزی سے بڑھ رہی ہے جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ خواتین میں خواندگی نسبتاً کم سطح سے بڑھنے لگی ہے۔ بہت سے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ اگرچہ مسلم خواتین نے اعلیٰ تعلیم میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے،لیکن اب بھی نمایاں پیش رفت ہونا باقی ہے۔ جہاں تک تعلیمی نصاب کے انتخاب کا مسئلہ ہے تو اب مذہبی حوالے سے روایتی تقسیم میں نرمی آنے لگی ہے۔اس لیے یہ ضرورت محسوس ہونے لگی کہ میدانی سطح پر " فیلڈ اسٹڈی" کی جائے تاکہ اعداد وشمار کے بجائے حقیقت عینی سماجی مشاہدے پر مبنی ہو۔اس تحقیق میں ہم نے اپنے تجربات کی بنیاد پر مسلم خواتین کی اعلیٰ تعلیم تک رسائی اور درپیش مسائل کو سمجھنے کی کوشش کی ہے

۔

تحقیق کے مقاصد

-1 سماجی ڈھانچے کا تقابلی تناظر میں مسلم معاشرے کی ساخت کو سمجھنا

-2 سماجی،ثقافتی اور تعلیمی نقطہ نظر سے مسلم خواتین کی صورت حال کو سمجھنا اور تجزیہ کرنا۔

-3 مسلم معاشرے کی خواتین کے تعلیمی تجربات کی نوعیت کا مطالعہ کرنا

-4ان معاشروں کی خواتین کے باہمی سماجی تعلقات میں اعلیٰ تعلیم کے کردار کو واضح کرنا۔

مطالعہ کے طریقہ کار اور خاکہ

سماجی علوم میں ہونے والے تحقیقی کام کا اصل مقصد سماجی صورت حال کو سمجھنا ہے۔ کسی حد تک سماجی حقیقت کی نوعیت " مبصر "کے نقطہ نظر سے بیان کی گئی ہے۔ یہ دیکھنا بھی سماجی علوم کا کام بن جاتا ہے کہ کس طرح لوگوں کے نظریے ان کے اعمال کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ در حقیقت معاشرے کی فطرت سماجی واقعات کو بیان کرنا نہیں بلکہ انھیں منظم کرنا ہے۔ انسانی رویے نہ تو آفاقی اصولوں کے تحت چلتا ہے اور نہ ہی سائنسی حقائق کی طرح وہ کسی اصول کا پابند ہے۔ لہٰذا سماجی دنیا کو ان لوگوں کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے جو اس سماج اور اس میں ہونے

والی سرگرمیوں کا حصہ ہیں۔ مطالعہ کا مرکزی مقصد ان عوامل کی چھان بین اور نشان دہی کرنا ہے جو مسلم خواتین کی اعلیٰ تعلیم تک رسائی میں مسائل کا سبب بنتے ہیں ۔ اس سے متعلق ادب اور تحقیقات ہمیں یہ بتاتی ہے کہ سماجی علوم میں یہ مسئلہ بہت ہی پیچیدہ ہے ۔ موضوع کی جامع تفہیم پیدا کرنے کے لیے ہم نے سماجی، ثقافتی، اقتصادی اور تاریخی تناظر میں نظریاتی تشکیل کی چھان بین کی ہے ۔ یہ ایک وضاحتی مطالعہ ہے جو بنیادی طور پر مطالعہ کے شرکاء کے مسائل کو مرکز میں رکھتا ہے ۔ اس تحقیق میں مطالعہ کے وقت کے حالات اور ان کی نوعیت کو ایک قطعی حقیقت کے طور پر اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ موجودہ مطالعہ میں شرکاء کا پس منظر، ان کے گرد و نواح اور وہ جن حالات میں رہتے ہیں ان کے حوالے سے درست معلومات فراہم کی گئی ہیں ۔ اس بابت تحقیق میں مخلوط تحقیق کا طریقہ استعمال کیا گیا ہے ۔

تشریح اور تجزیہ

تشریح اور تجزیہ کے دوران پہلی سطح پر مسلم معاشرے سے متعلق اعلی تعلیم حاصل کرنے والی خواتین کے تعلیمی مقامات (کالجوں، اداروں اور یونیورسٹیوں (، ان کی رہائش گاہوں اور ان کے کام کی جگہوں کا عینی مشاہدہ کیا گیا ہے ۔ دوسرے درجے میں ہم نے اعلی تعلیم حاصل کر رہے مسلم خواتین سے تین مختلف مضامین لکھا کر نتائج حاصل کیے ہیں ۔ تیسرے درجے میں مسلم معاشرے کی اعلی تعلیم حاصل کنندگان خواتین سے مختلف مضامین پر مشتمل سوالنامہ کے ذریعہ حصول شدہ معطیات کی موضوعاتی پیش کی گئی ہے ۔

غربت ایک عام چیلنج : تحقیق سے حاصل شدہ بصیرت یہ بتائی ہے کہ ان کے بچوں کو ابتدا سے ہی مثبت ماحول ملتا ہے اور انھیں حصول تعلیم کے سوا کچھ نہیں کہا جاتا ، ان کے بچے تندرست و توانا رہتے ہیں ۔ نیز ان کے والدین کو یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ اساتذہ ، منیجر اور حکومت سے کیسے پیش آنا ہے ۔ ان کے بچوں کو گھر کا کام اور دیگر سرگرمیوں میں مدد اور رہنمائی کرنے والے بھی موجود ہوتے ہیں ۔ تحقیق سے سامنے آنے والے مسلم خواتین کو درپیش مسائل نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ تعلیمی اداروں کا رویہ حوصلہ شکن رہا ہے ، تعلیمی اداروں میں اساتذہ ان کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ امتیازی سلوک کرتے ہیں ۔ تعلیمی اداروں میں بنیادی سہولیات کا بھی فقدان ہے تو تعلیمی ماحول بھی ندارد ہے ۔ ایسے حالات والدین اور متعلمین کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بجائے پیچھے دھکیلتے ہیں ۔

سماجی امتیاز : ماضی سے لے کر آج تک مسلم سماج کے ساتھ علاحدگی کا مسئلہ نہیں ہے ۔ باوجود اس کے کہ کئی آئینی دفعات بنائے گئے ہیں ۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ والدین کو لگتا ہے کہ یہ نظام ان کے لیے نہیں بنایا گیا ہے ۔ اس احساس کے پیچھے مذہب اور جنس کے

درمیان بڑھتی ہوئی تفریق ہے۔اس احساس کاایک دوسرا پہلو یہ بھی کہ ہوسکتا ہے کہ ان کے مذہب ، جنس یا برادری میں تعلیم لینے کی روایت یا ثقافت ہی نہ ہو۔تعلیمی اداروں میں اساتذہ مسلمانوں کے تئیں غفلت،توہین اور مخالفت کا احساس رکھتے ہیں - تعلیمی اداروں میں مسلم طلباء کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے ۔ یہ امتیازی سلوک ظاہر کرتا ہے کہ ہمارا نظام مسلمانوں کے ساتھ یکساں سلوک نہیں کرتا۔مسلمانوں سے یہ عصبیت عام بات ہے۔آج تعلیمی نظام نے ملٹی اسٹریم سسٹم کی شکل اختیار کر لی ہے جس میں مختلف قسم کے تعلیمی مواقع دستیاب ہیں - اس کا بنیادی دوہراپن سرکاری اور نجی شکلوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔نجی ادارے بہتر طریقے سے چلائے جاتے ہیں۔وہ ادارے کافی مہنگے ہوتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ادارے چند امرا حضرات کے لیے بنائے گئے ہیں۔ یہاں غریب مسلم والدین کو اپنے بچوں کو پڑھانے کی حیثیت نہیں ہوتی۔نیز زیادہ تر مسلمان کے بچے سرکاری اداروں داخلہ لیتے ہیں جبکہ امرا کے بچے نجی اداروں میں ایڈمیشن کراتے ہیں۔ جہاں اس کثیر جہتی نظام کا ایک رخ رسمی اور غیر رسمی سہولیات کا اختلاف ہے۔وہیں دوسرا پہلو ایک مختلف قسم کے سماجی امتیاز کا خصوصی وجود ہے- جیسا کہ تحقیقی حقائق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ مسلم برادریوں کی رہائش گاہوں اور دوسرے لوگوں کی رہائش گاہوں میں فرق تھا اوران کے اندراج سے . یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسلم اکثریتی علاقوں میں غیر رسمی نظام کے تحت بہت سے کم لاگت کے نظام تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔نتیجہ کے طور پر حقیقی تعلیم (سرکاری)مسلم معاشرے کے لیے ایک گھٹیا ترجیح بن کر رہ جاتی ہے۔

تعلیمی نظام کے ناگوار حالات: پچھلے کچھ دہائیوں سے تعلیمی اداروں کے بنیادی ڈھانچے میں نمایاں بہتری آئی ہے۔تعلیمی نظام میں مسلم معاشرے کی خواتین کو درپیش ایک مسئلہ اساتذہ کی کمی اور پڑھانے کے وقت کی قلت ہے ۔ متعلمین اور اساتذہ کا تناسب بدتر ہے۔طلباء اور اساتذہ کے اعلی تناسب کا مسئلہ اس وقت اور بھی سنگین نظر آتا ہے جب اس کا احساس ہوتا ہے۔ اس تناسب کے برے اثرات نہ صرف طالبات پر پڑتے ہیں بلکہ تعلیمی اداروں کے اساتذہ پر بھی اس کا اثر دیکھنے کو ملتا ہے۔جن تعلیمی اداروں میں تحقیق کی گئی وہاں ہم نے دیکھا کہ ہر استاد محکمانہ کام کے علاوہ ایک ہفتے (پانچ کام کے ایام (میں محض 22 سے 30 گھنٹیاں لیتے ہیں جو تعلیمی معیار پر گہرا سوالیہ نشان لگاتا ہے۔ کھلے/فاصلاتی تعلیمی اداروں میں کھیلوں کی سہولیات میسر نہیں ہے - تمام مضامین بھی دستیاب نہیں ہیں جبکہ باقاعدہ اداروں میں تمام مضامین دستیاب تھے۔ ایسا تعلیمی ماحول جہاں بنیادی سہولیات کا بھی فقدان ہو وہاں کے پس ماندہ طالبات کو کچھ خاصا حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا - غربت اور غیر مساوی صلاحیت کی وجہ سے

ان خواتین کے پاس ایسے بے قاعدہ اداروں کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔

تعلیمی پسماندگی، ترقی اور کامیابی: تحقیقی نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مسلم معاشرے کی خواتین کے مقابلے مسلم کمیونٹی کی خواتین کی تعلیمی کامیابی، ترقی اور کامیابیوں میں بڑا فرق ہے، حالانکہ مسلم معاشرے میں تعلیم کی بڑھتی ہوئی مانگ، حاضری کی شرح، اور اندراج کے تناسب میں اضافہ ایک صحت مند تصویر کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن مسلم خواتین اہلیت کے اضافے، کامیابی اور کامیابی کی شرح میں اب بھی پیچھے ہیں۔ اس تحقیق نے اشارہ کیا ہے کہ مسلم معاشرے کی خواتین میں ناکامی کی شرح، یعنی کلاس میں ناکامی، غیر مسلم سماج سے زیادہ ہے۔ تحقیق کے دوران جمع کیے گئے معطیات سے پتہ چلتا ہے کہ مسلم معاشرے کی خواتین اپنی قابلیت کو اپ گریڈ کرنے کے معاملے میں غیر مسلم سماج سے پیچھے ہیں۔ قابلیت کو اپ گریڈ کرنے کے معاملے میں، اگلی کلاسوں میں پہنچنے والی خواتین غیر مسلم کمیونٹیز کی خواتین کے مقابلے کم نمبر حاصل کرتی ہیں۔ اس طرح کامیابی کی شرح یہ بھی بتاتی ہے کہ مسلم کمیونٹی کی خواتین کو اپنے سالانہ امتحانات میں اعلی، اوسط اور ادنی درجہ حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ طبقات میں اعلیٰ عہدوں کے حصول کے معاملے میں غیر مسلم سماج کی خواتین غالب ہیں۔ تحقیق نے یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اعلیٰ تعلیم میں شامل مسلم معاشرے کی خواتین کی اوسط عمر نسبتاً زیادہ ہے۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یا تو ان خواتین کی تعلیم دیر سے شروع ہوئی یا انھوں نے ایک کلاس میں ایک سال سے زیادہ وقت گزارا ہوگا۔ اس کے بہت سے منفی پہلو ہیں، ایک یہ کہ ان کی تعلیم کا دورانیہ دیر سے ختم ہوتا ہے اور خاندانی مسائل کی وجہ سے انھیں جلد از جلد روزی روٹی تلاش کرنا پڑتی ہے۔ بڑھتی عمر کا بوجھ اور ذہنی جبر بھی انہیں گھیرے ہوئے ہے۔

تعلیم اور صحت: صحت اور تعلیم کے درمیان تعلق کی جانچ کرنے والی تحقیق نے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے کہ صحت کی بنیادی سہولیات تک محدود رسائی تعلیمی اداروں میں حاضری کو متاثر کرتی ہے۔ مسلم معاشرے کی خواتین کے والدین نے تحقیق کے دوران بتایا تھا کہ بیماری کی صورت میں ان کا واحد سہارا پرائیویٹ ہسپتال ہوتا ہے ، جہاں ہم نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ وہ لوگ جھولا چھاپ ڈاکٹر سے علاگ کراتے ہیں۔ کیوں کہ انھیں سرکاری طبی علاج دستیاب نہیں ہے۔ ہم نے یہ بھی پایا کہ زیادہ تر مسلم کمیونٹیز کی خواتین کی چھٹی کی وجہ بیماری ہوتی تھی یا ان کے ذریعہ کئے گئے کام کی وجہ سے۔ اس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ صحت اور تعلیم ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ اچھی صحت انہیں تعلیم میں بنے رہنے میں مدد دیتی ہے، جس طرح بہتر تعلیم لوگوں کو صحت کی سہولیات کے بہتر استعمال میں مدد دیتی ہے۔ بہتر صحت سے تعلیمی اداروں میں

حاضری کے تفاوت کو بھی کم کیا جائے گا۔

شناخت کی تعمیر اور اعلیٰ ترغیب : تحقیق سے اس طرح کے بہت سے نتائج سامنے آئے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ مسلم معاشرے کی خواتین تعلیم کے حوالے سے بہت زیادہ خواہشات رکھتی ہیں۔مسلم معاشرے کی خواتین میں مسلم شناخت کی حیثیت میں مثبت تبدیلی آئی ہے اور تعلیمی اداروں کے نامساعد حالات کے باوجود تعلیم کی طرف زیادہ ترغیب دیکھی جاسکتی ہے۔خواتین کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ اساتذہ اور معاشرے کی سمجھ میں ایک تصور کام کرتا ہے کہ مسلم معاشرے کے بچے اور خواتین بالکل بھی پڑھنا نہیں چاہتے یا ان کے والدین انھیں پڑھانے کے بجائے کام کرانے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ شناختی گروپ سازی غالب طبقات پر تسلط قائم کرنے اور جذب کے خلاف آواز اٹھانے کے لیے پہل کر رہی ہے۔اس سے متعلق کئی شواہد تحقیق میں دستیاب ہوئے ہیں۔مسلم کمیونٹی کی خواتین جو اپنے گھریلو کاموں میں مصروف ہیں کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہیں کہ [کوئی کام چھوٹا نہیں ہوتا×۔ وہ اپنی شناخت کو مثبت انداز میں اجاگر کرتی ہیں۔

مثبت امتیازی پالیسیوں کا ناقص نفاذ: مثبت امتیازی پالیسیوں کا بنیادی مقصد مسلم معاشرے کے طلباء کو تعلیم جاری رکھنے، تعلیمی عمل میں معاونت اور غربت کی دنیا میں رہنے والے خاندانوں کو تعلیم فراہم کرنے کے لیے مالی مدد فراہم کرنا ہے۔اس کے برعکس، تحقیق یہ بتاتی ہے کہ یہ تعلیمی سہولیات مسلم معاشرے کی خواتین کے لیے قابل رسائی نہیں ہیں۔یعنی مسلم سماج کی خواتین کا ایک اہم مسئلہ ان کی حمایت اور سہولیات کو بااختیار بنانے کے لیے بنائے گئے پروگراموں کا ناقص نفاذ ہے۔آزادی کے بعد مسلم معاشرے کے لیے بہت سے پروگرام شروع کیے گئے ہیں۔لیکن تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان پالیسیوں اور پروگراموں کے ثمرات ان تک نہیں پہنچ رہے ہیں۔تحقیقی نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے پروگراموں کی زیادہ تر رسائی ناکافی ہے۔ان پروگراموں کے کام کے لیے نگرانی تکنیکوں کی کمی نے مثبت امتیاز کے فوائد کے امکانات کو محدود کر دیا ہے۔ان پروگراموں کے حوالے سے تعلیمی نظام سے وابستہ اساتذہ اور محاکمین کا رویہ لاتعلق رہتا ہے اور جوابدہی نہ ہونے کی وجہ سے خواتین پروگراموں کے ثمرات حاصل نہیں کر پا رہی ہیں۔ ان پروگراموں کے تحت نقد رقم اور سہولت وظائف کی فراہمی کا انتظام ہے تاکہ خواتین کو مالی مدد اور حوصلہ افزائی دے کر تعلیم جاری رکھ کر قومی دھارے میں شامل کیا جا سکے۔تعلیم میں بہت سی اسکیمیں چل رہی ہیں لیکن جیسا کہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ مسلم معاشرے کی خواتین کو اسکالرشپ کا فائدہ نہیں مل رہا ہے۔تحقیق نے اشارہ کیا ہے کہ گھریلو یا دیگر کاموں میں مصروف اور غریب اور کم معاشی وسائل رکھنے والی خواتین

ان رکاوٹوں کو دور کرنے سے قاصر ہیں۔

نتیجہ: امکانات کی طرف

تحقیق کے نتائج اور بیانیے ایک تشویشناک نقطہ نظر کا غماز ہے جو یہ اشارہ کرتی ہے کہ اساتذہ کے مفروضات، تعصّبات اور رویے مسلم معاشرے کی خواتین پر بلاواسطہ یا بالواسطہ منفی اثر ڈالتے ہیں۔ اساتذہ کے دل میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ وہ مسلم ماشرے کے طلباء کو پڑھاتے ہیں، دراصل ان کے گفتار اور رویے کو متاثر کرتا ہے۔ تحقیق نے اشارہ کیا ہے کہ یہ متوسط طبقے اور ہندو اساتذہ (تحقیق کے دوران تمام معاملات میں) ہیں جو عام طور پر مسلم معاشرے اور ماحول سے ناخوش ہیں۔ اساتذہ کی بے حسی کی وجہ یہ عقیدہ ہے کہ مسلم معاشرے کی خواتین کا تعلق ایک ایسے طبقے سے ہے جو تعلیم یافتہ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلم کمیونٹی کی خواتین اور ان کے چیلنجز کے تئیں اساتذہ اور انتظامیہ کا رویہ لاتعلق رہتا ہے۔ استاد اور طالب علم کے باہمی تعاملات، جو اساتذہ کے سیکھنے اور کلاس روم کے سماجی عمل کے لیے ضروری ہیں، اساتذہ کے منفی رویوں سے تشکیل پاتے ہیں۔ تعلیمی رجحانات نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ اساتذہ رکاوٹوں کو دور کرنے اور سیکھنے والوں میں اچھے کام کی حوصلہ افزائی کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ تاہم تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ کام کرنے کے ناقص حالات میں کام کرنے والے مایوس اساتذہ ہیں جو 'مسلم برادریوں' کے پس منظر سے آنے والے طلباء کو پڑھانے کی ناقص کوششیں کرتے ہیں۔ تحقیق نے یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ غربت مسلم معاشرے کی درپیش ایک بڑی رکاوٹ ہے جو ان کی تعلیم کے راستے میں آتی ہے۔ اس کے علاوہ ان پر مذہب مخالف تبصرے کرنا، ان کے رنگ ولباس پر شک کرنا اور خونریزی کرنا بھی اساتذہ کے بیان کردہ اور غیر کہے ہوئے عقائد کی عکاسی کرتا ہے، جو ان کی مسلم معاشرے سے تعلق رکھنے کی طویل روایت پر مبنی ہے۔ مسلم معاشرے کی خواتین کی کم کامیابی، کمزور تعلیمی قابلیت اور کمزور تعلیمی کامیابی دستیاب تعلیمی مقاصد پر سوال اٹھاتی ہے۔ مسلم معاشرے کی خواتین کو درپیش چیلنجز اور تحقیق سے سامنے آنے والے اثرات کو تعلیمی نظام میں اصلاحات کے دورس پروگرام کے حصے کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ مسلم معاشرے کی خواتین کا فوری مطالبہ یہ ہے کہ ان کے مسائل کے حوالے سے بہتر تعلیمی نظام ہونا چاہیے۔ اچھی تعلیم کی تعریف کچھ بھی ہو، اس میں کچھ کم سے کم سہولیات جیسے ذمہ دار اساتذہ، ایک بامعنی کلاس روم اور ایسا ماحول ہونا چاہیے جو مسلم معاشرے کی خواتین کی ضروریات کو پورا کرے۔ یہ فی الحال انتہائی قابل رحم حالت میں دستیاب ہے۔ ان کی غربت بھی ان کی تعلیم کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے جو کہ تعلیمی اداروں کے ناقص نظام کی وجہ سے مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے تعلیم کی

طلب، خواہش اور بڑھتی ترغیب کو تعلیمی اداروں کے نظام کی طرف سے بے توجہی اور حقارت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسکالرشپ سیشن کے اختتام پر ملنے کی وجہ سے انھیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور نہ ہی اسکالرشپ ان کی کوئی مدد کرتی۔ اس طرح مسلم معاشرے کے لیے ایسے انتظامات کیے جاتے ہیں جن میں رہنمائی، اضافی کلاسز، امتحان کی تیاری کے لیے اضافی مواد وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن تحقیق نے اشارہ کیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں اس طرح کی سہولیات ان معاشرے کے سیکھنے والوں کو کبھی میسر نہیں ہوئی ہے۔

☆☆☆